99844 ـ اگر كوئى كہے كہ ميں تو معين مذہب پر نہيں چلتا بلكہ فقہاء كے اجماع كو ليتا ہوں

سوال

جو شخص كسى مذہب پر نہيں چلتا بلكہ فقہاء كے اجماع پر چلتا ہے اس كا جواب كيا ہو گا، اور كيا اسے كسى معين مذہب پر چلنا ضرورى ہے يا كہ اسے حكمران كے نافذ كردہ مذہب پر چلنا ہو گا، يا وہ اپنا كوئى شيخ اور مرشد بنا لے جس كى اقتدا كرتا رہے ؟

پسنديدہ جواب

الحمد للہ.

دلائل سے استدلال اور احكام استنباط كرنے ميں لوگوں كى فہم اور ادراك اور قدرت ومختلف ہے، ان ميں كچھ توا يسے ہيں جن كے حق ميں تقليد جائز ہے، بلكہ بعض اوقات اس پر واجب ہو گى، اور كچھ ايسے ہيں جو دليل كے بغير عمل نہيں كر سكتے.

1 ـ چنانچہ وہ طالب علم جس كے ليے اقوال ميں تميز كرنى اور راجح اور مرجوح اقوال كو معلوم كرنا ممكن ہے اس كے ليے راجح پر عمل كرنا لازم ہے، جو اس كے ليے راجح ظاہر ہوتا ہو.

2 ـ ليكن جس ميں اس كى اہليت نہيں تو اس كے ليے تقليد ہو گى، كيونكہ اللہ تعالى كا فرمان ہے:

اگر تمہيں علم نہيں تو اہل علم سے دريافت كر لو النحل (43).

اور وہ اس شخص كى بات مانے اور تقليد كرے جسے وہ علم و ورع اور تقوى ميں افضل ديكھتا ہو، اس كے ليے كسى معين مذہب كى اتباع اور مسلك پر چلنا لازم نہيں، چاہے وہ اس ملك كا مسلك ہو، يا نہ ہو، بلكہ اسے كتاب و سنت كى دليل ديكھ كر عمل كرنا ہو گا.

شيخ ابن عثيمين رحمہ اللہ كہتے ہيں:

" اس كى مثال اس عام آدمى كى ہے جس نے كسى شخص سے يہ كہتے ہوئے سنا: زيور ميں زكاۃ ہے، اور كسى دوسرے شخص سے يہ كہتے ہوئے سنا: زيور ميں زكاۃ نہيں، تو يہاں اس كے پاس دو رائے ہو گئيں تو وہ كس كى بات تسليم كرے اور كس كى تقليد كرے ؟

ہم كہينگے: اسے اختيار ہے، ليكن اسے چاہيے كہ وہ اس كى بات مانے جو اس عالم كے ورع و تقوى كى بنا پر

اقرب الى الصواب ہو اس پر چلے " انتہی

دیکھیں: شرح الاصول من علم الاصول (637).

لہذا عامی شخص دلائل میں اجتھاد نہیں کریگا، لیکن وہ کسی ایسے شخص سے اخذ کرنے اور لینے میں کوشش اور جدوجھد کریگا جو تقوی و ورع اور علم میں ید طولی رکھتا ہو.

شاطبی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" جس طرح مجتھد کے لیے اکٹھی دو دلیلوں کی اتباع کرنا جائز نہیں، اور نہ ہی بغیر اجتھاد کیے اور بغیر ترجیح دیے دونوں میں سے کسی ایك کی اتباع کرنی جائز نہیں، اسی طرح عامی شخص کے لیے بھی دو مفتیوں کی اکٹھی اتباع کرنی، اور نہ ہی بغیر ترجیح اور اجتھاد کے کسی ایك کی اتباع کرنی جائز ہے...

اور جب بھی ہم مقلدین کو یہ اختیار دے دیں کہ وہ ائمہ کے مذاہب سے جو انہیں اچھا لگتا ہے وہ چن لیں، تو اختیار میں ان کے لیے اتباع شہوات کے علاوہ کوئی مرجع نہیں بچےگا، اور یہ چیز وضع شریعت کے مقصد کے منافی اور مخالف و مناقض ہے " انتہی

دیکھیں: الموافقات (4 / 131).

اور خطیب بغدادی رحمہ اللہ " الفقیہ و التفقہ " میں کہتے ہیں:

اگر کوئی قائل یہ کہے: اگر عام مستفتی یعنی سوال دریافت کرنے والے کو دو مفتی مختلف فتوی دیں تو کیا اس کے لیے تقلید جائز ہے ؟

کہا جائیگا: اگر تو عامی شخص کی عقل میں اتنی وسعت ہے، اور اس کی فہم مکمل ہے کہ جب وہ سوچ و بچار کرے تو تو اس کی عقل میں آ جائے، اور جب وہ سمجھایا جائے تو سمجھ جائے، تو وہ دو مختلف مسلك اور مذہب والوں سے دریافت کر سکتا ہے، اور ان کے مسلك اور ان کے دلائل کے متعلق دریافت کرے پھر اس کے نزدیك جو راجح ہو اسے لے لے.

لیکن اگر اس کی عقل اس سے قاصر ہو، اور اس کی فہم مکمل نہیں، تو اس کے لیے ان دونوں میں سے افضل مفتی کی تقلید جائز ہے " انتہی

مستقل فتوی کمیٹی کے علماء سے درج ذیل سوال دریافت کیا گیا:

مذاہب اربعہ کی تقلید اور ہر حالات اور دور میں ان کے اقوال کی اتباع کرنے کا حکم کیا ہے ؟

کمیٹی کے علماء کرام کا جواب تھا:

اول:

مذاہب اربعہ چاروں اماموں کی طرف منسوب ہیں: یعنی امام ابو حنیفہ، امام مالك، امام شافعی، اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ جمیعا.

حنفی مذہب امام ابو حنیفہ کی طرف، اور مالکی مذہب امام مالك کی طرف، اور شافعی مذہب امام شافعی کی طرف، اور حنبلی مذہب امام احمد بن حنبل کی طرف منسوب ہے.

دوم:

ان اماموں نے فقہ کتاب و سنت سے اخذ کی، اور یہ سب اس میں مجتھد تھے، اور مجتھد کا اجتھاد صحیح بھی ہو سکتا ہے اور غلط بھی، اگر اس کا اجتھاد صحیح ہو تو اجتھاد اور صحیح ہونے کااسے ڈبل اجر ملتا ہے، اور غلط ہو تو اسے اجتھاد کا اکہرا اجر ملتا ہے، اور وہ اپنی غلطی معذور ہوگا.

سوم:

کتاب و سنت سے استنباط کرنے کی استطاعت اور قدرت رکھنے والا شخص کتاب و سنت سے اسی طرح اخذ کریگا اور لے گا جس طرح اس سے پہلوں نے لیا ہے، اور جس میں وہ حق کا اعتقاد رکھتا ہے اس میں اسے تقلید جائز نہیں، بلکہ اسے وہ حق لینا ہو گا، اور جس سے وہ عاجز ہو اور اس کی ضرورت ہو اس میں تقلید جائز ہے.

چہارم:

جسے استنباط کرنے کی قدرت و استطاعت نہ ہو اس کے لیے اس کی تقلید کرنا جائز ہے جس پر اس کا دل مطمئن ہو، اور جب اس کے دل میں عدم اطمنان ہو تو اسے مسئلہ دریافت کرنا چاہیے حتی کہ اسے اطمنان ہو جائے.

پنجم:

اوپر جو بیان ہوا ہے اس سے یہ واضح ہوا کہ ہر حال اور ہر دور میں ان کے اقوال کی پیروی نہیں کی جائیگی؛ کیونکہ ہو سکتا ہے ان سے غلطی ہو گئی ہو، بلکہ ان کے اقوال میں سے جو حق ہے اور اس کی دلیل ملتی ہے، اس کی اتباع ہو گی " انتہی

دیکھیں: فتاوی اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والافتاء (5 / 28).

اور فتاوی جات میں یہ بھی درج ہے:

" جو کتاب و سنت سے احکام استنباط کرنے کا اہل ہو، اور اس پر اسے قوت حاصل ہو، چاہے فقہی ثروت سے جو ہمیں سابق علماء اسلام سے ملی ہے اس کی معاونت سے ہی ہو تو اس کے لیے ایسا کرنا جائز ہے؛ تا کہ وہ اس پر عمل کرے، اور اس کے ساتھ فیصلے کرے، اور لوگوں کو فتوی دے.

اور جو اس کا اہل نہ ہو، ت واسے امانتدار اور موثوق قسم کے علماء کرام سے دریافت کرنا چاہیے تاکہ مذاہب اربعہ میں سے بغیر تعقید کے ان کی کتب سے حکم معلوم کرے اور اس پر عمل کر لے، لوگ ان چار کی طرف ان کی شہرت اور ضبط کتاب اور اس کے پھیل جانے اور اس کی تسہیل کی بنا پر رجوع کرتے ہیں.

اور جو کوئی یہ کہے کہ متعلمین پر مطلقا تقلید واجب ہے تو وہ غلطی پر ہے، اور جامد ہے، اس نے متعلمین پر عموما سوء ظن کیا ہے، اور جس میں وسعت تھی اس میں تنگی پیدا کی ہے.

اور جو کوئی تقلید کومشہور مذاہب اربعہ میں محصور کرتا ہے وہ بھی غلط ہے، اس نے بغیر کسی دلیل کے وسعت میں تنگی کی ہے، امی کے لیے ائمہ اربعہ وغیرہ کے فقہاء میں سے کسی فقیہ میں کوئی فرق نہیں مثلا: للیث بن سعد اور اوزاعی وغیرہ دوسرے فقہاء برابر ہیں.

اور کسی انسان کا یہ دعوی کہ وہ صرف اس پر عمل کریگا جس پر فقہاء کا اتفاق ہے، اس کو دیکھا جائیگا: اگر تو وہ اجماع کو لیتا ہے، اور استنباط کی اہلیت ہونے کی بنا پر اختلافی مسائل میں اجتہاد کرتا ہے تو یہ ممکن ہے.

لیکن اگر وہ اس کی اہلیت نہیں رکھتا اور کسی مذہب کو نہیں لیتا، یا کسی عالم کی تقلید نہیں کرتا، تو اس کا معنی ہے کہ وہ اکثر مسائل میں جاہل رہےگا؛ اس لیے کہ اختلافی مسائل کی بنسبت اجماع والے مسائل بہت کم ہیں.

خلاصہ یہ ہوا کہ:

احکام شریعت کی معرفت کے دور طریقے ہیں:

اول:

استطاعت و قدرت رکھنے والے شخص کا انہیں کتاب و سنت کے دلائل سے استباط کرنا.

دوم:

جو خود استنباط نہیں کر سکتا اور دلائل سے استنباط کرنے سے عاجز ہے ا سکا اہل علم سے دریافت کرنا، اور ان کے اقوال پر عمل کرنا، اور اس وقت وہ سب سے زیادہ عالم اور ورع و تقوی کے مالك کی تقلید کرے، اور اس کے لیے کسی معین مذہب یا سب مسائل میں کسی معین شخص کی اتباع لازم نہیں "

دیکھیں: فتاوی اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والافتاء (5 / 41).

واللہ اعلم .